مضبوط قوتِ ارادی!

رچرڈ نورس ولیمز (Richard Norris Williams) 29 جون 1891ء میں جینوا میں پیدا ہوا تھا۔ محض بارہ برس کی عمر میں اس نے ٹینس کھیلنا شروع کر دی۔ والد چارلس ڈواین ولیمز (Charles Duane Williams) بذات خود' ٹینس کے اچھے کھلاڑی تھے۔ رچرڈ اپنے والد ہی سے یہ کھیل سیکھتا تھا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان حد درجہ احترام' محبت اور رفاقت کا تعلق تھا۔ 1911ء میں رچرڈ' سوئٹزر لینڈ کا قومی چیمپئن بن چکا تھا۔ اسی برس امریکہ میں ہارورڈ یونیورسٹی میں چلا گیا۔ وہاں بھی کامیابی کے جھنڈے گاڑتا رہا۔ ٹینس میں اس کا سٹائل کافی جارحانہ تھا۔ اتنے زور کی شاٹ لگاتا تھا کہ مدمقابل کو روکنا مشکل ہو جاتا تھا۔ نیویارک ٹائمز کے سپورٹس ایڈیٹر Alison Danzig نے اس کے کھیلنے کے متعلق لکھا تھا کہ وہ ''بہادرانہ طریقے سے ٹینس کھیلتا ہے۔ بلکہ معلوم پڑتا ہے کہ رچرڈ کافی غیر محتاط طرز پر ٹینس کھیلتا ہے۔ مگر اس کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے''۔ 1921ء میں رچرڈ' امریکہ کے اولین دس کھلاڑیوں میں آ چکا تھا۔ مگر اسی برس' ایک ایسا واقعہ ہوا۔ جس نے اس عظیم کھلاڑی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تبدیل کر دیا۔ اپریل' 1912ء میں' وہ اور اس کا والد' مشہور زمانہ بحری جہاز Titanic میں امریکہ جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ دونوں' جہاز کی فسٹ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ جب دنیا کے بہترین جہاز کا برفانی تودہ سے ٹکراؤ ہوا اور جہاز ڈوبنے لگا۔ تو ولیمز نے ساتھی مسافر بچانے شروع کر دیئے۔ تمام خطرات کے باوجود' اس کا والد بھی اس مشکل کام میں شامل تھا۔ ولیمز کا انسانی ہمدردی کا جذبہ اس قدر توانا تھا' کہ ایک کیبن میں محصور مسافر کو دروازہ توڑ کر بچا لیا۔ عملہ نے اسے بڑا برا بھلا کہا۔ مگر' ولیمز اپنے کام میں مصروف رہا۔ عملہ کا خیال تھا کہ یہ جہاز کبھی ڈوب نہیں سکتا اور ولیمز بحری جہاز کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ بلکہ انہوں نے ولیمز کو قانونی کارروائی کرنے کی دھمکی بھی دی۔ تھوڑی دیر میں ہی عملہ بھرپور طریقے سے غلط ثابت ہوا۔ آخری وقت میں' ولیمز اور اس کے والد نے جان بچانے کے لئے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ پانی بہت زیادہ ٹھنڈا تھا۔ سردی' ہڈیوں تک پہنچ رہی تھی۔ مگر جان بچانے کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ قدرت کا نظام دیکھئے۔ ٹائی ٹینک کی مہیب چمنی' رچرڈ کے والد پر آن گری۔ اس میں آگ کی تپش تھی۔ بلکہ چند عینی شاہدین کا کہنا تھا کہ ڈوبتے وقت تک' اس چمنی سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ چارلس' اس چمنی کے زور سے ڈوب گیا۔ رچرڈ اپنے والد کو مرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ مگر اس کی کوئی مدد نہ کر پایا۔ پانی میں رہنے کی بدولت' رچرڈ کی دونوں ٹانگیں نیلی ہو چکی تھیں۔ اور وہ مرنے کے قریب تھا۔ ذہن میں آخری خیالات آ رہے تھے۔ ٹینس کے متعدد میچ اس کی نظروں کے سامنے خواب کی طرح گھوم رہے تھے۔ اہلیہ کی شباہت سامنے بار بار گردش کر رہی تھی۔ زندہ رہنے کے تمام امکانات تقریباً ختم تھے۔ مگر معجزاتی طور پر عملہ کے ایک شخص نے اسے لائف بوٹ میں لٹا دیا۔ کشتی میں سرد پانی گھٹنوں تک موجود تھا۔ اسی اثنا میں Carpathia نام کا بحری جہاز' ڈوبتے ہوئے لوگوں کی مدد کے لئے پہنچ گیا۔ رچرڈ ان خوش قسمت افراد میں تھا۔ جنہیں مدد بروقت میسر ہو گئی۔ مگر مسئلہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ کارپتھیا کے ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کیا اور تجویز دی کہ اس کی دونوں ٹانگیں ختم ہو چکی ہیں اور ان کو کاٹنا پڑے گا۔ مگر رچرڈ نے اپنی ٹانگیں کٹوانے سے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اگر آپریشن نہ ہوا' تو وہ مر جائے گا۔ رچرڈ نے ڈاکٹر کی کسی تجویز پر اقرار نہیں کیا۔ دیگر بچنے والے مسافروں کے ہمراہ اسے امریکہ پہنچا دیا گیا۔ جب گھر پہنچا اور اپنے فیملی ڈاکٹر کو دکھایا تو اس نے بھی یہی مشورہ دیا کہ ٹانگیں نیلی ہو چکی ہیں اور انہیں کاٹنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ مگر رچرڈ نے ایک بے بس انسان کی مانند زندگی گزارنے سے انکار کر دیا۔ وہ کرتا یہ تھا کہ روزانہ دو گھنٹے صبح اور دو گھنٹے شام کو پیدل چلتا تھا۔ شروع شروع میں اسے کافی تکلیف ہوتی تھی۔ مگر رچرڈ نے کسی کا بھی سہارا لینے سے انکار کر دیا۔ بہت آہستہ آہستہ چلتا تھا۔ طاقتور قوت ارادی کے بل بوتے پر رچرڈ' چلنے سے دوڑنے تک کا مشکل ترین مرحلہ عبور کرتا گیا۔ صرف اور صرف ورزش سے اس کی دونوں ٹانگیں بتدریج ٹھیک ہونے لگیں۔ تیرہ ماہ کی مشقت سے بالکل ٹھیک ہو گیا۔ بلکہ لوگ یہ کہنے لگے کہ وہ پہلے سے بھی بہتر ہو چکا ہے۔ 1914ء میں رچرڈ ٹینس کی دنیا میں دوسرے نمبر پر پہنچ گیا۔ 1923ء تک ٹینس کی دنیا پر بادشاہت کرتا رہا۔ 1968ء میں ستتر (77) سال کی عمر میں جہان فانی سے کوچ کر گیا۔

سوال یہ ہے کہ رچرڈ نے' کس طرح' اپنی خوفناک بیماری کو شکست دی؟ دلیل پر مبنی صرف ایک جواب ذہن میں آتا ہے۔ اور وہ ہے کہ رچرڈ نے یہ ان ہونی' بلند پایۂ قوت ارادی کے بل بوتے پر کی۔ اس نے ورزش سے میڈیکل سائنس کے کئی مفروضوں کو بھی شکست دے ڈالی۔ خطرناک ترین بیماری کو کیسے پچھاڑنا ہے۔ مضبوط قوت ارادی سے اس نے سائنسدانوں کے سوچنے کے لئے' نئی جہتیں متعین کر ڈالیں۔ ہمیں اس واقعہ سے کیا سبق ملتا ہے؟ اپنے ملک کے معروضی حالات دیکھ کر میں یقینی طور پر کوئی بھی جواب دینے سے قاصر ہوں۔ اس لئے کہ ہمارے خطے میں افرادی قوت کے اکثر معاملات کافی مشکلات کا شکار ہیں۔ کھیل کود میں بین الاقوامی سطح پر پہنچنا تو خیر اب قصہ پارینہ بن چکا ہے۔ اس کے علاوہ پوری آبادی' مختلف طرح کی ذہنی پیچیدگیوں میں مبتلا ہے۔ اگر کوئی ایک آدھ انسان' اپنی ذاتی محنت سے کچھ حاصل کر بھی لیتا ہے' تو عمومی طور پر وہ ایک منفرد معاملہ ہے۔ عمومی نہیں۔ دراصل ہمارے سماج میں تمام معاملات اتنے بگڑے ہوئے ہیں کہ مضبوط قوت ارادی ہونے کے باوجود کئی مرتبہ انسان ہار سکتا ہے۔ قطعاً یہ عرض نہیں کر رہا کہ ہمارے ہاں چٹانی ارادوں سے انسان ترقی نہیں کر سکتا۔ اس طرح کی متعدد کامیاب مثالیں ہمارے اردگرد پھیلی نظر آتی ہیں۔ مگر سماج میں اوپر پہنچنے کے مساوی مواقع بالکل ناپید ہیں۔ حقیقت میں ہم مصائب کا مقابلہ جذباتیت سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں' ہر دوسرے یا تیسرے انسان کو وہم ہے کہ اس کے کام یا نوکری پر کسی نے بندش کر دی ہے۔ حاسدوں نے نظر لگا ڈالی ہے۔ خواتین کی کثیر تعداد' اتنی زیادہ ضعیف العقیدہ ہے کہ جعلی پیروں' نجومیوں اور جادوگروں کے پاس پھیرے لگاتی رہتی ہے۔ ان کے گمان میں کسی نے ان کے تمام معاملات پر جادو کر رکھا ہے۔ جسے زائل کرنے کے لئے گنڈے تعویزوں کا سہارا لیا جانا ضروری ہے۔ اس نحیف ذہن کا' ادنیٰ قسم کے عامل بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ روز ہر طرح کے سفلی معاملات سننے اور دیکھنے میں آتے ہیں۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ مشکل ترین حالات میں ڈٹے رہنے ہی سے بہتری کی صورت نکل سکتی ہے۔

ذرا برصغیر کے ان سیاسی قائدین پر غیر متعصب نظر ڈالئے تو آپ کو قوت ارادی کی مضبوطی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ جواہر لال نہرو' حقیقت میں بہت رئیس گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس شخص نے برطانوی تسلط کے خلاف 3259 دن جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ نو مرتبہ گرفتار ہوا' اور اس کا جیل کا دورانیہ کئی سالوں پر محیط ہے۔ شاید آپ کے ذہن میں آئے کہ مجھے نہرو کی مثال نہیں دینی چاہئے۔ چلئے طالب علم' پاکستان کے ایک عظیم شخص آغا شورش کاشمیری کی مثال دیتا ہے۔ اس بلند پایۂ شخص کا نام کس نے نہیں سنا۔ آغا صاحب' نے جمہوریت اور آزادی کے لئے عملی جدوجہد' برطانوی سامراج کے دور سے شروع کی۔ برطانوی دور میں شورش صاحب ان گنت بار' سخت ترین قید کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے مگر نعرہ حق سے پیچھے نہیں ہٹے۔ چٹان کی طرح ایستادہ' یہ شخص' پاکستان بننے کے بعد بھی حکمرانوں کی آنکھ میں کھٹکتا رہا۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد بھی' ان گنت بار جیل میں رہے۔ وہاں کس خوبی نے انہیں ڈولنے نہیں دیا۔ صرف اور صرف مضبوط قوت ارادی۔ معاف فرمائیے۔ آج بھی وہی ابتر حالات ہیں۔ کسی قسم کا ناپسندیدہ نعرہ یا تحریر' آپ کی آزادی کو ختم کر سکتا ہے۔ عدالت وغیرہ آپ کو کسی قسم کا کوئی انصاف مہیا نہیں کر سکتی۔ عرض کرتا چلوں کہ پہاڑ کو توڑا جا سکتا ہے مگر انسان اگر مضبوط قوت ارادی کا وطیرہ اختیار کر لے، تو ناقابل شکست ہو جاتا ہے۔ آپ بھی آگے بڑھیے۔ محنت، قوت اور استطاعت سے مشکل معاملات کو حل کیجئے۔ اگر ولیمز' معذوری کو فتح کر کے ٹینس کی دنیا میں ستارے کی طرح چمک سکتا ہے۔ تو جناب آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ حوصلہ کیجئے۔ دنیا آپ کے قدموں میں جھکی ہو گی۔ ہر انسان' مشکل سے مشکل معاملہ' اپنی فولادی قوت ارادی سے حل کر سکتا ہے۔ دنیا میں اس سے بڑا کوئی بھی ہتھیار نہیں۔ اس کلیے کو آزما کر دیکھئے۔ ششدر رہ جائیں گے کہ ناکامی کا لفظ آپ کی زندگی سے خارج ہو چکا ہے۔